مرض اور موت کے احکام و مسائل

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ .

''لذتیں مٹا دینے والی کا ذکر کثرت سے ذکر کیا کریں، یعنی موت کا۔''

(مسند الإمام أحمد : ٢/٢٩٢ـ٢٩٣، سنن النّسائي : ١٨٧٤، سنن التّرمذي : ٢٣٠٧، سنن ابن ماجه : ٤٢٥٨، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے حسن غریب، امام ابن حبان رحمہ اللہ (2992 ـ 2995) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (321/4) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

صحیح ابن حبان (۲۹۹۳، وسندہ حسن) میں یہ الفاظ ہیں:

''موت کو بکثرت یاد کرنے سے غریب اپنی غربت اور امیر اپنی امیری بھول جائے گا۔''

بیمار پرسی کی فضیلت:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے اٹھ کر باہر تشریف لائے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض وفات کا واقعہ ہے، صحابہ کرام نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ابوالحسن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج کیسے ہیں؟ بتایا: الحمد اللہ! اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کافی بہتر ہے۔''

(صحيح البخاري : ٦٢٦٦)

مریض کے پاس کیا کہنا اور پڑھنا چاہیے؟:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات سونے کے لئے بستر پر تشریف لے جاتے، تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے، ان میں پھونک مارتے، سورت الاخلاص، سورت الناس اور سورت الفلق پڑھتے۔ پھر اپنے جسم مبارک پر جہاں تک ہوسکتا،

دونوں ہتھیلیاں پھیرتے۔ پہلے سر پر ہاتھ پھیرتے۔ پھر چہرۂ مبارک اور سامنے کے بدن پر پھیرتے، یہ عمل تین دفعہ دہراتے۔''

(صحيح البخاري : ٥٠١٧)

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ بیمار ہوتے، تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے۔ جب آپ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی، تو میں معوذات پڑھ کر آپ ﷺ پر پھونکتی اور برکت کے لئے آپ ﷺ کا دست مبارک آپ کے جسم اطہر پر پھیرتی۔''

(صحيح البخاري : ٥٠١٦؛ صحيح مسلم : ٢١٩٢)

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کسی کو پھوڑا یا پھنسی کی شکایت ہوتی، تو نبی کریم ﷺ اپنی انگلی اس طرح رکھتے (یہاں راوی حدیث نے انگلی زمین پر رکھ کر دکھائی) اور فرماتے:

بِسْمِ اللّٰهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفٰى سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا .

''اللہ کے نام کی بدولت، ہماری زمین کی مٹی اور ہمارے کسی فرد کے لعاب دہن کے ساتھ، ہمارا مریض اللہ کے اذن سے شفا پائے۔''

(صحيح البخاري : ٥٧٤؛ صحيح مسلم : ٢١٩٤)

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمارے اہل خانہ سے کوئی بیمار ہو جاتا، تو نبی کریم ﷺ تعوذ کہتے اور دایاں ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے:

أَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَاسَ، اشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا .

''اے انسانوں کے خالق و مالک اور مدبر! یہ تکلیف دور فرما! تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا نہیں دے سکتا، ایسی شفا عطا کر جس کے بعد بیماری بالکل نہ رہے۔''

(صحيح البخاري : ٥٧٤٣؛ صحيح مسلم : ٢١٩١)

⑤ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ان الفاظ کے ساتھ دم کرتے :

اِمْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، بِيَدِكَ الشِّفَاءُ، لَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا أَنْتَ .

''انسانوں کے رب! تیرے ہاتھ میں شفا ہے، یہ تکلیف تیرے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا۔''

(صحيح البخاري : ٥٧٤٤)

⑥ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ کے ساتھ دم کیا اور فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دم ہے:

اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ الْبَاسِ، اشْفِ اَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا اَنْتَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا .

''پرودگار عالم! اے تکلیف دور کرنے والے، شفا دے، تو شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا نہیں دے سکتا، ایسی شفا دے کہ اس کے بعد بیماری نہ رہے۔''

(صحيح البخاري : ٥٧٤٢)

⑦ سیدنا عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جسم میں تکلیف ہے، فرمایا:

''جسم کے جس حصے میں تکلیف محسوس ہو، اس جگہ ہاتھ رکھیں، تین مرتبہ بسم اللہ پڑھیں اور سات مرتبہ یہ کلمات پڑھیں:

اَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ .

''مجھے جو تکلیف لاحق ہے، اس کے شر سے اللہ اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں۔''

(صحيح مسلم : ٢٢٠٢)

⑧ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی اور تین مرتبہ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا .

''یا اللہ! سعد کو شفا عطا فرما، یا اللہ! سعد کو شفا عطا فرما۔''

(صحيح مسلم : ١٦٣٨)

⑨ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو مریض کی عیادت کرے اور سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے، تو اگر اس کا وقت پورا نہیں ہو چکا، تو اللہ اسے شفا دے گا۔''

اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اَنْ يَشْفِيَكَ .

''میں عرش عظیم کے عظیم رب سے التجا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو شفا دے۔''

(مسند الإمام أحمد : ٢٤٣/١؛ سنن أبي داود : ٣١٠٦؛ وسندهٗ صحيحٌ؛ وأخرجه النّسائي في عمل اليوم واللّيلة : ١٠٤٥؛ ١٠٤٧؛ وسندهٗ حسنٌ؛ وأخرجه أبو يعلٰى في مسنده : ٢٤٣٠؛ وابن حِبّان : ٢٩٧٨؛ والحاكم : ٣٤٣/١؛ وسندهٗ حسنٌ

وأخرجه النّسائي في عمل اليوم واللّيلة : ١٠٤٣؛ وصحّحه ابن حبان : ٢٩٧٥؛ والحاكم : ٢١٣/٤؛ وسندهٗ حسنٌ)

⑩ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مریض کی عیادت کے لئے آئیں، تو یہ دعا پڑھیں:

اللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا، اَوْ يَمْشِي لَكَ إِلَى جَنَازَةٍ .

''اللہ! اپنے بندے کو شفا عطا کر، تا کہ وہ تیرے دشمن کو زخمی کرے یا تیری رضا کے لئے کسی جنازے کے ساتھ چلے۔''

(مسند الإمام أحمد : ١٧٢/٢؛ سنن أبي داود : ٣١٠٧؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (2974)، امام حاکم رحمہ اللہ (549/1) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (الفتوحات الربانیۃ :63/4) نے ''حسن'' کہا ہے۔

⑪ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے درد کی شکایت تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے، میں اس وقت کہہ رہا تھا:

اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ اَجَلِي قَدْ حَضَرَ فَارِحْنِي، وَإِنْ كَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفَعْنِي، وَإِنْ كَانَ بَلاءً فَصَبِّرْنِي .

''اللہ! اگر میری موت کا وقت آچکا ہے، تو مجھے راحت دے دے، اگر موت کا وقت نہیں آیا، تو بیماری ختم کر دے اور اگر یہ آزمائش ہے، تو مجھے صبر عطا فرما۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے، آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے یہ کلمات دہرائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پاؤں مارا اور دعا کی:
''یا اللہ! علی کو عافیت دے، اسے شفا نصیب فرما!''

(مسند الإمام أحمد : ٨٣,٤٨/١ـ١٠٧ـ١٢٨؛ سنن التّرمذي : ٣٥٦٤، مسند عبد بن حميد : ٧٣، عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : ١٠٥٨، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (6940) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (621/2) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

⑫ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يُصَدِّقُ عَبْدَهٗ إِذَا قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِذَا قَالَ : لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ .

''«لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ» پڑھنے پر بندہ کی اللہ کی طرف سے تصدیق کی جاتی ہے اور «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ» پڑھنے والا دوزخ سے محفوظ رہے گا۔''

(حلية الأولياء لأبي نعيم الأصبهاني : ٢٠٧/٧؛ وسندهٗ حسنٌ)

⑬ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: محمد! تکلیف کی شکایت ہے؟ فرمایا: جی ہاں! تو جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ کے ساتھ دم کیا:

بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُوْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اللّٰهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيكَ .

''اللہ کے نام کے ساتھ دم کرتا ہوں، وہ آپ کو ہر تکلیف دہ چیز سے، ہر نفس کے شر سے اور حاسد کی نظر سے محفوظ رکھے، اللہ آپ کو شفا دے، میں اللہ کے نام کے ساتھ آپ کو دم کرتا ہوں۔''

(صحیح مسلم : ٢١٨٦)

⑭ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیمار کی عیادت کو جاتے، تو فرماتے:

لَا بَأْسَ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ .

''کوئی بات نہیں، ان شاء اللہ، یہ بیماری گناہوں سے پاکی کا باعث بنے گی۔''

(صحيح البخاري : ٥٦٥٦)

اہل خانہ کو حسن سلوک کی تلقین کرنا:

ایک شخص کی موت کے آثار واضح ہو چکے ہیں، مثلاً حد نافذ ہونے والی ہے، یا بیماری سے جانبر ہونے کا چانس نہیں، اب اہل خانہ کو چاہیے کہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں، اس کے تصرفات برداشت کریں اور اس کی جفاؤں پہ وفاؤں کے پھول نچھاور کریں۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو جہینہ کی ایک دوشیزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، زنا کا ارتکاب کر چکی تھی اور نتیجہ پیٹ میں تھا، کہنے لگی: اللہ کے رسول! زنا کی مجرم ہوں، مجھ پہ حد نافذ کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سرپرست کو بلا کر فرمایا:

''اس کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھئے، بیٹے کی پیدائش کے بعد اسے میرے پاس لے آیئے، وہ لے آیا، تو اس کے کپڑے باندھے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسے رجم کر دیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ ادا کیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے اس زانیہ کا جنازہ ادا کیا؟ فرمایا: اس نے جو توبہ کی ہے، اگر مدینہ کے ستر بندوں میں تقسیم کی دی جائے، تو سب کو کافی ہو جائے۔ اس سے اچھی توبہ کیا ہوگی کہ اس نے اللہ کے لئے جان دے دی۔''

(صحیح مسلم : ١٦٩٦)

مریض کی آہ و بکا:

مریض کے لئے واویلا کرنا یا اظہار خفگی کرنا ممنوع ہے، البتہ شدت تکلیف سے آہ نکل جائے یا کسی سے کہہ دے کہ میں تکلیف میں ہوں، تو ایسا کرنا درست ہے، اس میں حرج نہیں۔

① سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں تھے کہ میں آپ کے پاس حاضر ہوا، عرض کیا، آپ سخت بیمار ہیں؟ آپ کو اس کے بدلے دہرا اجر ملے گا، فرمایا: بے شک! مسلمان جب بیمار ہوتا ہے، تو اللہ اس کی خطائیں اس طرح مٹا دیتا ہے، جس طرح درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : ٥٦٤٧؛ صحيح مسلم : ٢٥٧١)

② سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ تکلیف میں تھے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر ہاتھ رکھا، آپ کی جسم کی حرارت لحاف کے اوپر بھی محسوس ہو رہی تھی، عرض کیا: اللہ کے رسول! اتنا سخت بخار؟ فرمایا: انبیا کا معاملہ یہی ہوتا ہے، ہمیں آزمائش بھی دگنی آتی ہے اور ثواب بھی دگنا ملتا ہے۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! سب سے زیادہ سخت آزمائش کن لوگوں کو آتی ہے؟ فرمایا: انبیا پر، عرض کیا: پھر؟ فرمایا: نیکوکاروں کو، انہیں فقر کے ذریعے آزمایا جاتا تھا، یوں بھی ہوتا کہ کسی کو ایک ہی چادر ملتی اور وہ اسے چاق کر کے اپنی گردن پر ڈال دیتا تھا، وہ تکلیفوں پر یوں خوش ہوتے تھے، جیسے آپ آسودگی پر خوش ہوتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجه : ٤٠٢٤؛ سنده حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (40/1) نے اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ حافظ بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ رِجَالُه ثِقَاتٌ .

''اس کی سند صحیح اور راوی ثقہ ہیں۔''

(مِصباح الزُّجاجة : ١٨٨/٤)

③ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں تکلیف میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے مجھے دم کیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میری حالت تو دیکھئے، کیسی ہو چکی ہے، مالدار آدمی ہوں اور میری صرف ایک بیٹی ہے۔''

(صحيح البخاري : ٥٦٦٨؛صحيح مسلم : ١٢٦٨)

④ قاسم بن محمد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ رہی تھی: ہائے درد سے میرا سر پھٹے جا رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں عائشہ! بلکہ میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے۔''

(صحيح البخاري : ٧٢١٧)

موت کی تمنا:

پریشانی سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے، البتہ دین میں فساد کا اندیشہ ہو، تو تمنا کی جا سکتی ہے۔

① سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کریں، کرنی ہی ہو، تو یوں کہیں:

اللّٰهُمَّ اَحْيِنِي مَا كَانَتِ الحَيَاةُ خَيْرًا لِي ، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الوَفَاةُ خَيْرًا لِي .

''اللہ! جب تک زندگی بہتر ہو، مجھے زندہ رکھنا اور جب موت بہتر ہو، مجھے اپنے پاس بلا لینا۔''

(صحيح البخاري : ٥٦٧١؛ صحيح مسلم : ٢٦٨٠)

اہل علم کہتے ہیں، موت طلب کرنے کی یہ صورت تب تو درست ہوگی، جب کوئی تکلیف یا پریشانی ہو، البتہ اس وجہ سے موت کی تمنا کرنا کہ زمانہ بگڑ چکا ہے، دین کو خطرہ لاحق ہے یا فتنے کا اندیشہ ہے، تو یہ درست نہیں۔

دیارِ رسول میں موت:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ موت کی دعا یوں کرتے:

اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''اللہ! اپنے رستے میں شہادت اور دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موت عطا کر۔''

(صحيح البخاري : ١٨٩٠)

مریض کی دلجوئی:

مریض کی عیادت کو جائیں، تو اس کی دلجوئی کریں، حوصلہ بڑھائیں، اسے جلد صحت یاب ہونے کی امید دلائیں اور یہ کلمات ادا کریں:

لَا بَأْسَ ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰه .

’’کوئی بات نہیں، یہ بیماری پاکیزگی کا باعث بنے گی، ان شاء اللہ!‘‘

(صحيح البخاري : ٥٦٥٦)

مریض اور وحشت:

اگر آپ دیکھتے ہیں کہ مریض خوف زدہ ہے، تو اس کے اعمال صالحہ کا تذکرہ کریں، اس کی تعریف وتوصیف کریں، تا کہ اس کا خوف دور ہو اور اپنے رب سے حسن ظن پیدا ہو۔

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

’’سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے، تو تکلیف محسوس کر رہے تھے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے تسلی کو عرض کیا: امیر المومنین! اتنی تکلیف کا اظہار کیوں کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی، اسے بطریق احسن نبھایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوئے، تو یوں کہ وہ آپ سے راضی تھے، صدیق اکبر کے ساتھ آپ کے تعلقات ایسے تھے کہ جاتے ہوئے وہ آپ سے خوش تھے۔ آپ مسلمانوں کے ساتھ رہے، ان کے ساتھ بھی خوب گزری، جب ان سے جدا ہوں گے، تو وہ آپ سے خوش ہوں گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا، تو وہ اللہ کی طرف سے ایک احسان ہے، صدیق کی صحبت بھی احسان خداوندی ہے، لیکن یہ گھبراہٹ آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں فکرمندی نے دلائی ہے۔ اللہ کی قسم! میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا، تو میں اللہ کا عذاب دیکھنے سے پہلے اس کا فدیہ دے کر نجات پالیتا۔‘‘

(صحيح البخاري : ٣٦٩٢)

② ابن شماسہ مہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

’’سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے مرض الموت میں ہم ان کی عیادت کو حاضر ہوئے، وہ دیوار کی جانب منہ کیے رو رہے تھے، صاحب زادے نے عرض کیا: ابا جان! آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فلاں فلاں بشارت نہیں دی؟ تو صاحبزادے کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: ہمارے نزدیک سب سے افضل عمل اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی ہے، میری زندگی تین بڑے ادوار پر مشتمل ہے، ایک وہ وقت تھا، جب مجھے سب سے زیادہ نفرت (معاذ اللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی، میری سب سے بڑی خواہش تھی کہ میں کسی طرح آپ کو شہید کر دوں، اگر میں اسی حالت میں مر جاتا، تو جہنمی ہوتا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی، تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا: دایاں ہاتھ پھیلائیں تا کہ میں اسلام قبول

کروں، آپ نے دایاں ہاتھ آگے کیا، تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، فرمایا: عمرو! کیا ہوا؟ عرض کیا: کچھ شرائط ہیں، فرمایا: بیان کیجئے، عرض کیا، گناہ معاف ہوں گے؟ فرمایا: جانتے نہیں کہ اسلام، ہجرت اور حج سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ تب کائنات میں محبت اگر کسی سے تھی تو رسول اللہ ﷺ کی ذات سے تھی، آپ مجھ سے پیغمبر علیہ السلام کے چہرے بابت پوچھیں، تو میں جواب نہ دے پاؤں کہ کبھی آنکھ بھر کر دیکھا ہی نہیں تھا۔ میں اگر اسی عالم میں دنیا سے چلا جاتا، تو امید تھی کہ جنتی ہوتا، اس کے بعد مجھے امور حکومت سونپ دیئے گئے، اب مجھے اندازہ نہیں کہ انجام کار کیا ہو گا؟ میرے جنازے پر آگ اور نوحہ کرنے والیوں کو نہ لے جائیو اور جب قبر پہ مٹی ڈال چکو، تو اتنی دیر رکیو، جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔ تاکہ میرا آپ کا انس رہے اور میں فرشتوں کے سوالوں کے جواب دے لوں۔''

(صحیح مسلم : ١٢١)

③ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب حالت نزع میں تھیں، تو جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس آنے کی اجازت چاہی، ماں جی کہنے لگے، ڈرتی ہوں وہ میری تعریف کرنے نہ بیٹھ جائیں، کسی نے عرض کیا: وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد اور معزز آدمی ہیں، فرمایا: بلا لیجئے! عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: مزاج گرامی کیسے ہیں؟ فرمایا: اگر اللہ کے ہاں اچھی ہوں، تو سب اچھا ہے، کہا: اچھا ہوگا ان شاءاللہ! آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں، آپ کے سوا کسی کنواری کو رسول اللہ ﷺ کا عقد نہیں ملا، قرآن نے آپ کی برأت کی۔ وہ چلے گئے، تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: ابھی ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے، وہ میری تعریف کرنے لگے، جبکہ میں چاہتی تھی کہ گمنام رہتی اور مجھے بھلا دیا جاتا۔''

(صحيح البخاري : ٤٧٥٣)

④ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کی بیمار پرستی کو آئے، سلام کہا اور بیٹھ گئے، فرمایا: ام المومنین بشارت ہو، تھوڑا ہی وقت ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت کرنے والے صحابہ سے جدا ہونے کو ہیں، آپ کی تکالیف ختم ہونے کو ہیں، آپ کی روح جہان فانی سے پرواز کرنے کو ہے۔ ام المومنین! آپ نبی کریم ﷺ کی محبوب ترین زوجہ تھیں، یہ محبت آپ کو آپ کی پاکیزگی کی وجہ سے ملی تھی، آپ کی برأت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل ہوئی تھی، روئے زمین پر کوئی مسجد ایسی نہیں جہاں ان آیات کی دن رات تلاوت نہ ہوتی

ہو، مقام ابواء جہاں آپ کا ہار کھو گیا تھا، وہاں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ اس ہار کی تلاش میں رکے رہے، فجر کا وقت آن پہنچا، پانی تھا نہیں، سو اللہ نے آیت نازل کی فتیمموا صعیدا طیبا الآیة ''پانی نہ ملے تو تیمّم کر لیا کریں۔'' تیمّم کی رخصت لوگوں کو آپ ہی کی وجہ سے ملی، اللہ کی قسم! آپ بہت مبارک ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ابن عباس! ان باتوں کو چھوڑیئے۔ اللہ کی قسم! میری تو خواہش تھی کہ کاش مجھے بھلا دیا جاتا۔''

(فضائل الصّحابة لأحمد بن حنبل : ١٦٣٩، المستدرك للحاكم : ٤/٨؛ وسندهٗ صحيحٌ)

جو زندگی سے مایوس ہو جائے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سنا، بوقت وفات رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے:

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْاَعْلَى .

''اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پہ رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔''

(صحيح البخاري : ٤٤٤٠؛ صحيح مسلم : ٢٤٤٤)

جب آپ زندگی سے مایوس ہو چکے ہوں، اس وقت قرآن کی تلاوت اور ذکر واذکار مستحب ہیں، واویلا کرنا، آہ و بکاہ کا سا ماحول پیدا کرنا، بداخلاقی، گالم گلوچ، لڑائی جھگڑا اور غیر دینی باتوں میں الجھنا مکروہ ہے۔

دل و زبان ذکر الٰہی میں مشغول رکھیں، ہر لمحے کو زندگی کا آخری لمحہ سمجھیں۔ حق داروں کے حقوق کی ادائیگی میں پہل کریں، مثلا: ظلم و زیادتی کی معافی، امانت یا مطلوب چیز کی واپسی اور اہل خانہ مثلا: بیوی بچے، والدین، خادم، پڑوسی، دوست یا جس جس سے آپ کے معاملات یا میل جول رہا ہو، ان سے معافی مانگیں، کسی کے ساتھ عہد و پیمان کر رکھا ہو، تو اسے پورا کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾(الإسراء : ٣٤)

''عہد پورا کریں اس بارے میں ضرور باز پرس ہوگی۔''

نیز فرمایا:

﴿وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا﴾(البقرة : ١٧٧)

''وہ وعدہ پورا کرتے ہیں۔''

بچوں کا سرپرست موجود نہ ہو، تو ان کی دیکھ بھال کی وصیت کریں، قرض کی ادئیگی کی وصیت کریں، اللہ کے متعلق حسن ظن

رکھیں کہ وہ رحم کا معاملہ فرمائے گا، خود کو مخلوق کا حقیر ترفرد جانیں، اللہ اس سے بے نیاز ہے کہ آپ کی اطاعت دیکھے، آپ اللہ کے بندے ہیں، اس کے سوا کسی سے عفو و درگزر، احسان و کرم اور معافی کی درخواست نہ کریں۔

قرآن کی وہ آیات جن میں اُمید اور آرزو کا تذکرہ ہے، ان کی پابندی سے رقت آمیز اسلوب میں تلاوت کیا کریں، خود پڑھنے کی ہمت نہ ہو، تو دوسروں سے سنیں، امید افزا احادیث اور صالحین کے قصص و واقعات کی سماعت کیا کریں، زیادہ سے زیادہ نیکیاں سمیٹنے کی کوشش کریں، نماز کی پابندی اور نجاستوں سے پرہیز کریں اور دین کے دیگر فرائض و واجبات کا اہتمام کریں۔

لواحقین کو سختی سے منع کریں کہ آپ کے جانے کے بعد صبر کا دامن نہ چھوڑیں اور ماتم وغیرہ نہ کریں۔ انہیں وصیت کریں کہ وہ آپ پر عذاب کا سبب نہ بنیں، آپ کے بچوں سے حسن سلوک کا معاملہ کریں۔

میت کے دوست احباب اور محسنین و متعلقین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''بہترین نیکی یہ ہے کہ باپ کی وفات کے بعد اس کے دوستوں سے حسن سلوک رکھیں۔''

(صحيح مسلم : ٢٥٥٢)

رسول اللہ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان کی سہیلیوں سے عزت کا معاملہ کیا کرتے تھے۔

(صحيح البخاري : ٣٨١٦؛ صحيح مسلم : ٢٤٣٥)

اہل خانہ کو جنازے کی مروجہ بدعات میں شمولیت سے منع کریں، ان چیزوں سے مکمل اجتناب کی وصیت کریں، طریق سنت سے شناسائی دیں، انہیں کہیں کہ ہمیں یاد رکھئے گا، زمانے کے ساتھ یادوں کا سلسلہ بھی کہیں گزر نہ جائے اور ہاں میرے اندر کمی کوتاہی پاؤ، تو نرمی سے متنبہ کر دو، میں کاہل ہوں، لاپرواہ ہوں، غافل ہوں۔ سو دور کی بستیوں کے اس سفر میں میرا ساتھ دو۔ لا الہ الا اللہ کثرت سے دہرائیں کہ موت آئے، تو کلمہ توحید زبان پہ جاری ہو۔

① سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ .

''جس (صالح انسان) کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا، جنت میں جائے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : ٢٤٧/٥؛ سنن أبي داود : ٣١١٦؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (1/251۔500) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

② سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

''قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کریں۔''

(صحيح مسلم : ٩١٦)

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کریں، جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا، وہ کسی روز تو جنت چلا ہی جائے گا، اگرچہ عذاب کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔''

(صحيح ابن حبان : ٣٠٠٤؛ وسندهٗ حسنٌ)

اہل علم کہتے ہیں کہ مریض اگر خود کلمہ نہ پڑھ سکتا ہو، تو حاضرین کو چاہئے کہ کلمہ کی تلقین نرم لہجے میں کریں، یوں نہ ہو کہ مریض کی طبیعت کی گھٹن اسے کلمے سے دور کر دے۔ مریض کلمہ پڑھ لے، تو دوبارہ تلقین نہ کریں، البتہ جب کوئی اور بات کر لے، تو دوبارہ سے تلقین کریں، یہ بھی یاد رہے کہ ایسا شخص جسے مرنے والا متہم یا مشکوک جانتا ہے، اسے تلقین نہیں کرنی چاہئے، یوں نہ ہو کہ مرنے والا اس سے الجھن محسوس کرنے لگے۔

میت کی آنکھ بند کرنے کی بعد کی دعا:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ کی میت پر تشریف لائے، ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں بند کیں اور فرمایا:

''جب روح قبض ہوتی ہے، تو نظر اس کا پیچھا کرتی ہے، اہل خانہ یہ سن کر رونے لگے، تو فرمایا: اپنی جانوں کے لئے سوائے کلمہ خیر کے کچھ نہ کہیں، کیونکہ فرشتے آپ کے کہے پر آمین کہتے ہیں۔''

پھر دعا فرمائی:

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهٗ فِي قَبْرِهٖ، وَنَوِّرْ لَهٗ فِيهِ .

''اللہ! ابوسلمہ کو بخش دے، ان کے درجات ہدایت والوں میں بلند فرما، تو ان کے عزیز واقارب کے لئے خلیفہ ہو جا، ہمیں اور ابوسلمہ کو معاف فرما، اے جہان کے پروردگار! ان کی قبر کشادہ اور نورانی فرما۔''

(صحيح مسلم : ٩٢٠)

میت کے پاس کیا کہنا چاہئے؟

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
کسی مریض کے پاس جانا ہو، تو اچھے الفاظ کہا کریں کہ فرشتے آپ کے کہے پر آمین کہتے ہیں۔''
ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ابوسلمہ دنیا میں نہیں رہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ یہ دعا پڑھا کریں:

أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ، وَاَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً .

''یا اللہ! میری اور ان کی مغفرت فرما اور مجھے ان کا نعم البدل عطا فرما۔''

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے یہ دعا مانگی، تو ابوسلمہ سے بہتر اللہ نے مجھے عطا کر دیا، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(صحيح مسلم : ٩١٩)

جس کے گھر میں میت پڑی ہو، اسے کیا کہنا چاہیے:

① ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: جسے کوئی مصیبت درپیش ہو، وہ یہ دعا پڑھے:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللّٰهُمَّ اْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَاَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا .

''ہم اللہ تعالیٰ کے عاجز و درماندہ بندے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اللہ! مجھے اس مصیبت کا اجر عطا فرما اور اس سے بہتر چیز عنایت فرما۔''

تو اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت پر اجر عطا کرتا ہے اور اس چیز سے بہتر چیز عطا کرتا ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق یہ دعا پڑھی، تو مجھے اللہ تعالیٰ نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر شوہر عطا کر دیا، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ذات۔

(صحيح مسلم : ٩١٨)

② ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت کے وقت پڑھنے کو یہ دعا سکھلائی:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي، فَاْجِرْنِي فِيهَا، وَاَبْدِلْ لِي بِهَا خَيْرًا مِنْهَا .

''ہم اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں، اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اللہ! مصیبت میں اجر کا امیدوار ہوں، تو مجھے اجر عطا فرما اور اس سے بہتر چیز عنایت فرما۔''

(مسند الإمام أحمد : ٣١٧/٦، سنن أبي داود : ٣١١٩، عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : ١٠٧١؛ وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (4/16-17) نے اسے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ فرماتے ہیں: میں اپنے مومن بندے کی محبوب شے جب لے لیتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے، تو اس کی جزا سوائے جنت کے میرے پاس کچھ نہیں۔''

(صحيح البخاري: ٦٤٢٤)

میت پر بین کرنے اور جاہلیت کے کلمات کہنے کی ممانعت:

امت کا اجماع ہے کہ میت پر بین کرنا، زمانہ جاہلیت کے کلمات کہنا اور ہلاکت کی دعائیں کرنا حرام ہیں۔

① سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''رخسار پیٹنے والا، گریباں چاک کرنے والا اور جاہلیت کی پکار پکارنے والا، ہم میں سے نہیں۔''

(صحيح البخاري: ١٢٩٤)

② سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صالقہ، حالقہ اور شاقہ عورت سے اعلانِ براءت کیا ہے۔

(صحيح البخاري: ١٢٩٦)

صالقہ: وہ عورت جو نوحہ خوانی اور بین کرے۔

حالقہ: مصیبت کے وقت سر مونڈ لینے والی۔

شاقہ: مصیبت کے وقت اپنا کپڑا یا گریبان چاک کر لینے والی۔

اس کے علاوہ بال بکھیرنا، چہرے پر مارنا، رخسار نوچ کر زخمی کر لینا، واویلا کرنا اور ہلاکت وغیرہ کی دعائیں کرنا سب کام بالاتفاق حرام ہیں۔

③ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت لی کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔''

(صحيح البخاري: ١٣٠٦؛ صحيح مسلم: ٩٣٦)

④ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگوں میں دو کفریہ چیزیں پائی جاتی ہیں، کسی کے نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔''

(صحيح مسلم: ٦٧)

نوحہ یہ ہے کہ محاسن چیخ چیخ کر بیان کئے جائیں۔ حادثہ کے وقت ضرورت سے زیادہ چیخ و پکار امور ممنوعہ میں سے ہے، البتہ

محاسن گنوائے بغیر میت پر رولیا جائے، تو درست ہے۔

⑤ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کسی مرض میں مبتلا ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ان کی عیادت کے لیے ان کے پاس تشریف لائے، جب آپ اندر گئے، تو انہیں تیمارداروں کے ہجوم میں پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا وفات ہوگئی ہے؟ لوگوں نے بتایا: اللہ کے رسول! نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ان کے مرض کی شدت دیکھ کر) رو پڑے، لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنسو بہاتے دیکھا، تو وہ بھی رونے لگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنیں! اللہ تعالیٰ آنسو اور دل کے غم پر عذاب نہیں دے گا، البتہ! عذاب اس وجہ سے ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی طرف اشارہ کیا (یعنی اگر زبان سے اچھی بات نکلے تو) یہ اس کی رحمت کا باعث بنتی ہے، میت کو اس کے گھر والوں کے نوحہ و ماتم کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میت پر ماتم کرنے پر ڈنڈے مارتے، پتھر پھینکتے اور رونے والوں کے منہ میں مٹی جھونک دیتے تھے۔''

(صحيح البخاري : ١٣٠٤؛ صحيح مسلم : ٩٢٤)

⑥ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابو سیف لوہار کے ہاں گئے، یہ ابراہیم رضی اللہ عنہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے) کو دودھ پلانے والی دائی کے خاوند تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا، پیار کیا اور سونگھا، پھر کسی دن دوبارہ آئے، دیکھا کہ اس وقت ابراہیم رضی اللہ عنہ دم توڑ رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں آنسوؤں سے نم ہیں، تو سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بول پڑے: اللہ کے رسول! بھلا آپ بھی لوگوں کی طرح رو رہے ہیں، فرمایا: ابن عوف! یہ تو رحمت ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ پرنم دیدہ ہوئے اور فرمایا: آنکھیں بہہ رہی ہیں، دل غم سے نڈھال ہے، مگر زبان سے وہی کہیں گے، جو ہمارے رب کو پسند ہے، ابراہیم! تیری جدائی غمگین کر گئی۔''

(صحيح البخاري : ١٣٠٣)

وفات قریب ہو یا ہو چکی ہو، دونوں صورتوں میں رویا جا سکتا ہے، البتہ اس وقت رونا بہتر ہے، جب وفات قریب ہو، فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

دَعْهُنَّ، فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ .

''انہیں چھوڑ دیں، جب موت ہو جائے، تو کوئی رونی والی نہ روئے۔''

(مؤطأ الإمام مالك (برواية يحيىٰ) : ٢٣٤،٢٣٣/١، مسند الإمام أحمد : ٤٤٦/٥؛ سنن أبي داود : ٣١١١؛ سنن النّسائي :

۱۸٤۷؛ سنن ابن ماجه : ۲۸۰۳؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (3189) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (352/1) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

تعزیت کا بیان:

میت کے اہل خانہ کے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے جو تسلی کے الفاظ کہے جاتے ہیں، تعزیت کہلاتے ہیں، تعزیت کرنا مستحب ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾(المائدة : ۲)

''نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کسی مومن کی دنیوی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی تکلیف دور کر دے گا، جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی، تو اللہ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی عیب پوشی کی، اللہ اس کی دنیا و آخرت میں عیب پوشی فرمائے گا، اللہ تعالیٰ بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے، جو طلب علم کے لیے سفر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے راہِ جنت آسان فرما دیتا ہے، جب کچھ لوگ اللہ کے کسی گھر میں اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، پڑھتے اور پڑھاتے ہیں، تو ان پر سکینت کا نزول ہوتا ہے، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے گھیر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے پاس فرشتوں میں ان کا تذکرہ فرماتا ہے، جس کے عمل نے اسے پیچھے کر دیا، تو اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکے گا۔''

(صحیح مسلم : ۲٦۹۹)

میت کو دفن کرنے سے پہلے بھی تعزیت کرنا مستحب ہے اور تدفین کے بعد بھی۔ اسی طرح دفن سے پہلے اور بعد میت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے۔ خواتین بھی غیر محرم میت کا چہرہ دیکھ سکتی ہیں، جس طرح بوڑھی خاتون پر پردہ نہیں ہے، چونکہ اس سے پردے کی علت ختم ہو چکی ہے، ایسے ہی میت سے بھی پردے کی علت ختم ہو جاتی ہے۔

تعزیت ہر فرد کے لیے ہونی چاہئے:

عام تعزیت مستحب ہو، جس میں تمام اہل خانہ، رشتہ دار، چھوٹے بڑے، عورت و مرد سب کو شامل کیا گیا ہو، البتہ اگر لڑکی جوان ہو، تو اس کی حوصلہ افزائی اور تسلی صرف محرم لوگ ہی کریں گے، علما کہتے ہیں نیک و صالحین کا ضعیفوں اور بچوں کو برداشت

کے لیے حوصلہ دینا زیادہ ضروری ہے۔

تعزیت کے لیے مجلس:

تعزیت کے لیے مجلس بنا کر بیٹھنا مکروہ ہے، کسی کے گھر اس غرض سے بیٹھ جانا کہ لوگ آئیں اور تعزیت کریں، مناسب فعل نہیں۔ بیٹھنے کا عمل بہرصورت مکروہ ہے، خواہ مردوں کی طرف سے ہو یا عورتوں کی طرف سے۔

تعزیت کے الفاظ:

تعزیت کے الفاظ کوئی متعین نہیں ہیں، حسب حال بہتر الفاظ چن کر تعزیت کرنی چاہئے۔

① سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپ ﷺ کو بلاوا بھیجا کہ میرا بیٹا فوت ہورہا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ان کے پاس واپس جائیں اور ان سے کہیں: اللہ تعالیٰ جو واپس لے لیتا ہے، وہ اس کی ملکیت ہوتی ہے اور جو وہ عطا کرتا ہے، وہ بھی اسی کی ملکیت ہوتی ہے، اس کی بارگاہ میں ہر چیز کی مدت مقرر ہے، انہیں کہنا صبر سے کام لیں اور ثواب کی اُمید رکھیں۔ (راوی حدیث کہتے ہیں) وہ پیغام رساں دوبارہ آیا اور عرض کیا: وہ قسم دے رہی ہیں کہ آپ ضرور ان کے پاس تشریف لائیں، نبی کریم ﷺ اُٹھے، آپ کے ہمراہ سیدنا سعد بن عبادہ اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما بھی تھے، میں بھی ان حضرات کے ساتھ چل پڑا، وہ بچہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا، اس کی سانسیں اُکھڑی ہوئی تھیں، جیسے پرانے مشکیزے (میں سے پانی ٹپکتا ہے) نبی کریم ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کس لیے؟ فرمایا: یہ رحمت ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے رحم دل بندوں پر رحم کرتا ہے۔''

(صحيح البخاري : ٧٣٧٧؛ صحيح مسلم : ٩٢٣)

یہ حدیث اسلام کا اہم ستون ہے، جو اصول دین اور اس کے جزئیات، آداب اسلامی، حوادث پر شکر وصبر اور ہر طرح کے رنج وغم اور دکھ کے بہت سے اہم نکات پر مشتمل ہے، ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے، لہٰذا اس نے کوئی ایسی چیز نہیں لی، جو اس کی نہ ہو، بلکہ کسی دوسرے کی ہو، اس نے تو صرف وہی چیز لی ہے، جو بطور عاریت اس نے آپ کے پاس رکھی تھی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمہیں عطا کیا، وہ اس کی ملکیت سے خارج نہیں، بلکہ اسی اللہ رب العزت کی ملکیت ہے، وہ اپنی ملکیت میں جو چاہے تصرف کرسکتا ہے، اس کے نزدیک ہر چیز کا وقت مقرر ہے، اسی لیے اس پر جزع فزع کرنے اور شور اٹھانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ جس کی روح قبض ہوئی گویا اس کا مقررہ وقت آ گیا ہے اور اس کی دنیاوی میعاد ختم ہو چکی تھی، اس

میں تقدیم یا تاخیر ممکن نہیں ہے۔

② سیدنا قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے، تو صحابہ کی ایک جماعت آپ کے پاس بیٹھ جاتی، ایک صحابی کا چھوٹا سا بیٹا بھی باپ کے پیچھے آ کر بیٹھ جاتا، وہ اسے سامنے بٹھا لیتے، وہ بچہ فوت ہوگیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مجلس میں بچہ نظر نہیں آ رہا، وجہ دریافت کی، تو معلوم ہوا کہ وہ بچہ فوت ہوگیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی سے تعزیت کی، پھر فرمایا: فلاں! انتخاب کیجئے، اس کی زندگی کی خوشیاں آپ کا نصیب رہیں یا آپ جنت کے جس دروازے سے جائیں وہ بچہ آپ کے استقبال کے لیے موجود ہو، وہ آپ کے لئے دروازہ کھولے، صحابی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ جنت کے دروازے پر میرا استقبال کرے، یہ مجھے زیادہ پسند ہے، فرمایا: ایسا ہی ہوگا۔''

(سنن النّسائي : ٢٠٨٨؛ وسندهٗ حسنٌ، أخرجه أحمد : ٤٣٦/٣ـ٣٥/٥؛ والنّسائي : ١٨٧٠؛ وسندهٗ صحيحٌ؛ والحاكم : ٣٨٤/١؛ قال : صحيح الإسناد)

موت کی اطلاع دینے یا اعلان عام کرنے کا حکم:

میت کے اہل خانہ اور رشتہ داروں کو موت کی اطلاع دینا جائز ہے، البتہ ڈھنڈورا پیٹنا مکروہ ہے۔

① نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمہ نجاشی کی وفات کی اطلاع تمام صحابہ کو دی تھی۔

(صحيح البخاري : ١٣٣٣؛ صحيح مسلم : ٩٥١)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک سیاہ فام مرد یا عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا، تو بتایا گیا کہ وہ فوت ہوچکی ہے، فرمایا: مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟ اس کی قبر کہاں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر تشریف لائے اور نماز جنازہ ادا کی۔''

(صحيح البخاري : ٤٥٨؛ صحيح مسلم : ٩٥٦)

میت کے اہل خانہ، رشتہ داروں اور احباب کو وفات کی خبر کرنا مستحب ہے، البتہ جاہلی طریق پر کئے جانے والے اعلان وتشہیر سے منع کیا گیا ہے، زمانہ جاہلیت میں رواج تھا کہ جب کسی بڑے کی موت ہوتی، تو وہ ایک سوار کو مختلف قبیلوں میں روانہ کرتے، وہ ہر قبیلہ میں جا کر ہائے فلاں عرب ہائے فلاں عرب جیسے کلمات سے موت کا اعلان کرتا کہ فلاں کی موت گویا کہ پورے عرب کی موت ہے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی رونا پیٹنا اور شور و ہنگامہ شروع ہو جاتا۔

میت کو غسل دیتے اور کفن پہناتے وقت کی دعا:

میت کو غسل دیتے وقت اور کفن پہناتے وقت کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا چاہئے، اس وقت میت کے لیے دعا کرنا مستحب ہے، غسل دینے والے کو میت میں کوئی خوشگوار بات نظر آئے، مثلاً: چہرے کا روشن ہونا یا جسم سے خوشبو آنا وغیرہ، تو مستحب ہے کہ اس کا ذکر دوسروں سے کرے، اگر اس کے اندر کوئی ناگوار بات نظر آئے، مثلاً: چہرے کا سیاہ ہونا، جسم سے بدبو آنا، اعضائے جسمانی میں شدید تبدیلی یا شکل کا بدل جانا وغیرہ، تو دوسروں سے اس بات کا بیان کرنا حرام ہے۔

① نبی کریم ﷺ کے غلام سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''غسل دینے والا اگر میت کے عیب چھپاتا ہے، تو اللہ اس کی چالیس دفعہ مغفرت کرتا ہے، جو میت کو کفن پہناتا ہے، اللہ اسے جنت میں ریشم اور دیباج کا حلہ پہنائے گا اور جو میت کے لیے قبر کھودتا ہے، اسے قبر میں اتارتا ہے، اس کے لیے اتنا اجر ہے، جتنا کسی کو قیامت تک کے لیے گھر بنا کر دینے کا ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٣/٣٩٥؛ شعب الإيمان للبيهقي : ٩٢٦٥؛ المُعجَم الكبير للطَّبَراني : ١/١١٤؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (1/354، 362) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

نماز جنازہ کی دعائیں:

نماز جنازہ میں تکبیرات کے درمیان کہی جانے والی دعائیں اور اذکار یہ ہیں، پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ، دوسری کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود، تیسری کے بعد میت کے لیے دُعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام۔

طلحہ بن عبداللہ بن عوف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے سورۃ فاتحہ کی (اونچی آواز سے) قرأت کی۔ فرمایا: آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہی نبوی طریقہ ہے۔''

(صحيح البخاري : ١٣٣٥)

نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی چند دعائیں درج ذیل ہیں:

① سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی، میں نے تمنا کی کہ کاش یہ میری میت ہوتی۔ اس میں آپ ﷺ نے یہ دُعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ، وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ

وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ، وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ، وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ.

''اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحم فرما، اسے عافیت دے، اس سے درگزر فرما، اچھی طرح اس کی مہمان نوازی کر، اس کی قبر فراخ کر دے، اسے دھو دے، (اس کے گناہ) پانی، برف اور اولوں کے ساتھ اور اسے گناہوں سے صاف کر دے، جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیا ہے، اسے بدلے میں ایسا گھر دے، جو اس کے گھر سے زیادہ بہتر ہو، گھر والے جو اس کے اہل خانہ سے بہتر ہوں، بیوی جو اس کی بیوی سے بہتر ہو، اسے جنت میں داخل فرما، قبر کے عذاب اور آگ کے عذاب سے بچا۔''

(صحيح مسلم: ٩٦٣)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پڑھایا، اس میں یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا، وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيرِنَا، وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْإِيمَانِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْإِسْلَامِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ.

''اللہ! ہمارے زندہ، فوت شدگان، ہمارے چھوٹوں، بڑوں، ہمارے مرد، ہماری عورتوں، ہمارے حاضر اور غائب کو معاف فرما، یاالٰہی! ہم میں سے جسے زندہ رکھے، اسے ایمان پر زندہ رکھ، جسے فوت کرے اسے اسلام پر فوت کر، اللہ! ہمیں اس میت کے اجر سے محروم نہ کرنا اور ہمیں اس کے بعد گمراہ نہ کر دینا۔''

(سنن أبي داوٗد: ٣٢٠١؛ وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ (1024) نے ''حسن صحیح''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (541)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (3070) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (358/1) نے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کی شرط صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حاکم (358/1) کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ

اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْإِيمَانِ .

''اللہ! ہمارے زندہ، فوت شدگان، حاضر، غائب کو، چھوٹے اور بڑے کو، مرد اور ہماری عورتوں کو معاف فرما، یا الٰہی! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے، اسے اسلام پر زندہ رکھ، جسے فوت کرے اسے ایمان پر فوت کرنا۔''

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْجَنَازَةِ فَاَخْلِصُوا لَهَا الدُّعَاءَ .

''جنازہ ادا کریں، تو میت کے لئے خلوص کے ساتھ دعا کریں۔''

(سنن أبي داود : ٣١٩٩؛ سنن ابن ماجه : ١٤٩٧؛ وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (3077) نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

میت کو لے جاتے وقت کی دُعا:

میت کو قبرستان لے کر جانے والوں کے لیے مناسب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہیں، میت کے ساتھ جو ہونے والا ہے، اس پر غور و فکر کریں، اس کے انجام اور جس دنیا میں وہ تھا، اس کے ماحصل کا تصور کریں، اس بات پر غور کریں کہ یہی دنیا کی انتہا اور دنیا والوں کا انجام ہے، اس وقت لایعنی باتوں اور بے فائدہ گفتگو سے پرہیز کریں، کیونکہ یہ غور و فکر اور ذکر و اذکار کا وقت ہے، اس وقت غفلت، لہو ولعب اور لایعنی باتیں کرنا غیر مناسب ہے۔

جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے خاموش رہا جائے، دعا وغیرہ میں بھی آواز بلند نہ کی جائے، اس کی حکمت بظاہر یہ ہے کہ خاموشی کے وقت ذہن یکسو ہو جاتا ہے، سنجیدگی سے نماز جنازہ کے متعلق غور و فکر کیا جا سکتا ہے اور اس وقت یہی مطلوب ہے۔

بعض جنازہ پر کھینچ کھینچ کر اور گلے پھاڑ پھاڑ کر کلمہ شہادت وغیرہ کا وظیفہ کرتے ہیں جو کہ بالاجماع حرام ہے اور اس پر نکیر ضروری ہے۔

غیر محرم بھی میت کی چارپائی کو کندھا دے سکتا ہے، اسے قبر میں بھی اتار سکتا ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ .

''جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے، ضرور پہنچائے۔''

(صحيح مسلم : ٢١٩٩)

میت کو قبر میں اُتارنے والوں کی دعا:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میت کو قبر میں اتارتے، تو یہ دعا پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''اللہ کے نام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق (اسے سپرد خاک کیا جا رہا ہے)۔''

(مسند الإمام أحمد : ٢/٢؛ سنن أبي داود : ٣٢١٣؛ وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (548) امام ابن حبان رحمہ اللہ (3110) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (366/1) نے اسے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اُن کی موافقت کی ہے، شعبہ رحمہ اللہ قتادہ رحمہ اللہ سے بیان کریں، تو تدلیس کا الزام رفع ہو جاتا ہے۔

قبر پر تین لپیں ڈالنا:

دفن کے وقت قبر پر تین لپیں مٹی ڈالنا مستحب ہے۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تُوُفِّيَ رَجُلٌ فَلَمْ تَصُبْ لَهٗ حَسَنَةٌ إِلَّا ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ حَثَاهَا فِي قَبْرٍ فَغُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوبُهٗ .

''ایک شخص وفات پا گیا، اس کی کوئی نیکی نہ تھی، سوائے اس کے کہ اس نے ایک قبر پر تین لپیں ڈالی تھیں، تو اس کے گناہ معاف کر دیے گئے۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٧٦٣١، وسندهٗ حسنٌ)

اس روایت کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔

تدفین کے بعد کی دعا:

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جنازہ میں بقیع الغرقد میں تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے، ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھکے اور چھڑی کو زمین پر مارنے لگے، پھر فرمایا:

''آپ میں سے ہر ایک کی جہنم میں یا جنت میں جگہ لکھ دی گئی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اپنے نوشتہ تقدیر پر بھروسہ کر لیں اور عمل کرنا چھوڑ دیں کیا؟ فرمایا: عمل کرتے رہیں، ہر ایک کو، جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا

ہے، میسر کر دیا جاتا ہے جو شخص سعادت مندوں میں سے ہوگا، اس کے لئے اہل سعادت کے عمل آسان کر دیئے جاتے ہیں اور جو شخص بدنصیبوں میں سے ہوگا، اس کے لئے بدنصیبی والے عمل آسان کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: جس کسی نے اللہ کی راہ میں دیا، ڈرتا رہا اور اچھی بات کی تصدیق کی، تو ہم بہت جلد اس کے لئے نیکی کی راہ آسان کر دیں گے۔ (اللیل: ٦)۔''

(صحيح البخاري : ١٣٦٢؛ صحيح مسلم : ٢٦٤٧)

④ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو انہوں نے فرمایا:

''میرے جنازے پر آگ اور نوحہ کرنے والیوں کو نہ لے جائیو اور جب قبر پہ مٹی ڈال چکو، تو اتنی دیر رکیو، جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کیا جاتا ہے، تاکہ میرا آپ کا اُنس رہے اور میں فرشتوں کے سوالوں کے جواب دے لوں۔''

(صحيح مسلم : ١٢١)

⑤ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ جب میت کو دفن کر لیتے، تو وہاں کھڑے ہو کر فرماتے: اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کریں اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کریں، کیونکہ اب اس سے سوال و جواب ہوں گے۔''

(سنن أبي داوٗد : ٣٢٢١، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٥٦/٦، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ (371/1) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ منذری رحمہ اللہ (البدر المنیر لابن الملقن: 331/5) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (نتائج الافکار کما فی الفتوحات الربانیۃ: 193/4) نے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

نماز جنازہ پڑھانے یا تدفین کے متعلق وصیت:

میت کی وصیت کہ فلاں ہی میرا جنازہ پڑھائے گا یا مخصوص طریقہ پر مخصوص جگہ میں دفن کیا جائے، یا کفن وغیرہ کے متعلق کچھ وصیت کہ اس طرح کریں اور اس طرح نہ کریں، سب جائز و درست ہیں۔

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (ان کی مرض الموت میں) حاضر ہوئی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کو آپ نے کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ عرض کیا: تین سفید دھلے ہوئے کپڑوں میں، آپ کے کفن میں قمیص اور عمامہ شامل نہیں تھا۔ پوچھا وفات کس دن ہوئی؟ عرض کیا: سوموار کے دن، پھر دریافت کیا: آج کیا دن ہے؟ عرض کیا: سوموار کا دن ہے، فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ رات تک میں رُخصت ہو جاؤں گا، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا مرض میں پہنا ہوا کپڑا دیکھا، اس پر زعفران کا دھبہ لگا تھا، فرمایا: میرے اس کپڑے کو دھو لینا اور اس کے ساتھ دو مزید

کپڑے ملا لینا، پھر مجھے انہی میں کفن دینا، میں نے کہا: یہ تو پرانا ہے، فرمایا: زندہ آدمی نئے کپڑے کا مردے کی بہ نسبت زیادہ مستحق ہے، یہ تو پیپ اور خون کی نظر ہو جائے گا، پھر منگل کی رات کا کچھ حصہ گزرنے پر آپ وفات پا گئے اور صبح ہونے سے پہلے آپ کو دفن کر دیا گیا۔''

(صحيح البخاري : ١٣٨٧)

② عمرو بن میمون اودی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''عبداللہ بن عمر! ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جا کر کہیں: عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے آپ کو سلام کہا ہے، پھر عرض کریں کہ اجازت ہو، تو عمر اپنے ساتھیوں کے ساتھ دفن ہو سکتے ہیں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے یہ جگہ اپنے لیے رکھی تھی، لیکن آج میں اپنی ذات پر عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہیں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، کیا پیغام ہے؟ کہا: امیر المومنین! اجازت مل گئی ہے، تو عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اس جگہ دفن ہو جاؤں اور کیا چاہیے، لیکن آپ میری روح قبض ہونے کے بعد میری میت اٹھا کر عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر لے جائیے گا، عائشہ سے میرا اسلام کہیے گا اور تدفین کی اجازت طلب کیجیے گا، اگر اس وقت بھی وہ اجازت دے دیں، تو مجھے وہیں دفن کر دینا، ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔''

(صحيح البخاري : ١٣٩٢)

③ محمد بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میرے لئے بغلی (لحد والی) قبر تیار کرنا، اس پر اینٹیں لگانا، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بنائی گئی تھی۔''

(صحيح مسلم : ٩٦٦)

ہمارے خیال میں میت کی وصیت کا حرف حرف اتباع ضروری اور مناسب نہیں، بلکہ اس کی وصیت اہل علم کے سامنے رکھی جائے، جو ان میں خلاف شرع اور غیر مباح کام ہوں، انہیں نظر انداز کر دیا جائے۔

میت کی تعریف اور مذمت:

تمام علما کا اجماع و اتفاق ہے کہ میت کے لیے دعا کرنا مفید و نافع ہے، اس کا ثواب اسے پہنچتا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (الحشر : ١٠)

''مہاجرین وانصار کے بعد ایمان لانے والے عرض کرتے ہیں: یارب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی بخشش فرما، جو ایمان لانے میں ہم سے سبقت لے گئے، ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کینہ وبغض نہ رکھنا۔ ہمارے رب! تو بہت شفیق اور بے انتہا رحیم ہے۔''

بہت سی احادیث اس مفہوم پر دلالت کناں ہیں؛

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ.

''اللہ! بقیع غرقد والوں کی بخشش فرما۔'' (صحيح مسلم: ٩٧٤)

② سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازے پر جب لوگ تعریف کر رہے تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، پھر ایک اور جنازہ گزرا، اس کی مذمت کی گئی، تو فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، پہلے ایک جنازہ گزرا، اس کی تعریف کی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، پھر ایک جنازہ گزرا، اس کی مذمت کی گئی، تو آپ نے فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، فرمایا: آپ لوگوں نے جس کی تعریف کی تھی، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی مذمت کی تھی، اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی، آپ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں، آپ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔''

(صحيح البخاري: ١٣٦٧؛ صحيح مسلم: ٩٤٩؛ واللّفظ لهٗ)

③ ابواسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں مدینہ منورہ آیا، ان دنوں وہاں ایک بیماری پھیل چکی تھی، میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا کہ ایک جنازہ سامنے سے گزرا، لوگ اس کی تعریف کرنے لگے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واجب ہوگئی، پھر ایک اور جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی بھی تعریف کی، اس مرتبہ بھی آپ نے ایسا ہی فرمایا کہ واجب ہوگئی، پھر تیسرا جنازہ نکلا، لوگ اس کی برائی کرنے لگے، آپ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ ابواسود دؤلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: امیر المومنین! کیا چیز واجب ہوگئی، فرمایا: میں نے وہی کہا ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس شخص کی اچھائی پر چار آدمی گواہی دیں، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، ہم نے کہا: اگر تین گواہی دیں؟ فرمایا: تین پر بھی، پوچھا: دو؟ فرمایا: دو پر بھی، ہم نے یہ البتہ نہیں پوچھا کہ اگر ایک مسلمان گواہی دے تو؟''

(صحيح البخاري : ١٣٦٨)

مُردوں کو برا بھلا کہنے کی ممانعت:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''فوت شدگان کو برا بھلا مت کہیں، وہ اپنے کئے کا بدلہ پا چکے ہیں۔''

(صحيح البخاري : ١٣٩٣)

ہم سمجھتے ہیں کہ فوت ہونے والا اگر اعلانیہ گناہ نہیں کرتا، تو اسے برا بھلا کہنا حرام ہے، ہاں! اگر اعلانیہ گناہ کا مرتکب ہے تو سلف کی رائے اس بارے میں مختلف ہے، خلاصہ یہ ہے کہ فوت شدگان کو برا بھلا کہنے پر ممانعت وارد ہوئی ہیں، البتہ فتنہ پروروں کو برا بھلا کہنا اور ان کی بدبختی کا تذکرہ کرنا صریح نصوص سے ثابت ہے، مثلاً قرآن میں فاسقوں کا تذکرہ کرنا، مومنین کو اس کی اشاعت کا حکم دینا، اسی طرح صحیح احادیث میں بھی اس طرح کے تذکرے موجود ہیں، مثلاً وہ حدیث جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن لحی کا تذکرہ کیا، وغیرہ۔

زیارت قبور کی دُعا:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری جس رات ان کے پاس ہوتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اخیر شب میں بقیع غرقد جاتے اور فرماتے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ، وَاَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا، مُؤَجَّلُونَ، وَإِنَّا، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، بِكُمْ لَاحِقُونَ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ .

''یہاں کے اہل ایمان باشندو! آپ پر سلامتی ہو، آپ اپنے اعمال کا (پورا پورا) بدلہ عنقریب پالو گے اور ہم بھی ان شاءاللہ آپ سے آن ملیں گے، اللہ! بقیع غرقد والوں کو معاف فرما۔''

(صحيح مسلم : ٩٧٤)

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زیارت قبور کے لئے یہ دعا سکھلائی:

اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ .

''یہاں کے اہل ایمان و مسلمان باشندو! آپ پر سلامتی ہو، اللہ ان پر رحم فرمائے، جو ہم سے پہلے یہاں آ چکے اور ان

پر بھی جو ہم سے بعد آئیں گے، ہم بھی عنقریب آپ کے پاس آ رہے ہیں۔''

(صحیح مسلم : ۹۷٤)

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان گئے اور یہ دُعا پڑھی:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ .

''اہل ایمان! آپ پر سلامتی ہو، ہم بھی ان شاء اللہ عنقریب آپ سے آن ملیں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری یہ خواہش تھی کہ ہم اپنے دینی بھائیوں کو دیکھیں، حاضرین نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے (اسلامی) بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا: آپ میرے صحابہ ہیں، جبکہ میرے بھائی وہ ہیں، جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے، عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کی امت کے جو افراد ابھی پیدا نہیں ہوئے، قیامت کے دن آپ انہیں کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا: کیا خیال ہے، کسی کے گھوڑے کے جسم پر سفید نشان ہوں اور وہ گھوڑا سیاہ گھوڑوں میں مل جائے، تو کیا وہ شخص اپنے گھوڑے کو پہچان لے گا؟ عرض کیا: اللہ کے رسول! کیوں نہیں! تو فرمایا: وہ لوگ (روز قیامت) ایسے آئیں گے کہ وضو کی برکت سے (ان کے وضو کے اعضا) روشن اور چمکدار ہوں گے، میں حوض کوثر پر ان کا میزبان ہوں گا، تاہم یہ بھی ذہن میں رکھنا کہ (روز قیامت) بعض لوگوں کو میرے حوض سے اس طرح دور کیا جائے گا، جیسے بھٹکے ہوئے اونٹ کو دھتکار دیا جاتا ہے، میں انہیں پکاروں گا، ادھر آیئے، تو جواب دیا جائے گا، یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے آپ کے بعد دین میں ردّ و بدل کر دیا تھا، تو میں کہوں گا: دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ۔''

(صحیح مسلم : ۲٤۹)

④ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سکھاتے کہ قبرستان جائیں، تو یوں کہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَلَاحِقُونَ، اَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ .

''مومنو اور مسلمانو! آپ پر سلامتی ہو، ہم بھی ان شاء اللہ عنقریب آپ سے آن ملیں گے، میں اللہ سے آپ کی اور اپنی عافیت کا سوالی ہوں۔''

(صحیح مسلم : ۹۷۵)

⑤ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان آ کر یہ دعا پڑھتے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ، اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ لَنَا وَلَكُمْ .

''مومنو اور مسلمانو! آپ پر سلامتی ہو، ہم بھی ان شاء اللہ عنقریب آپ سے آن ملیں گے، آپ ہم سے پہلے جا چکے، ہم آپ کے بعد پہنچیں گے، میں اپنے لئے اور آپ کے لئے عافیت طلب کرتا ہوں۔''

(سنن النّسائي : ۲۰۴۰؛ سنن ابن ماجه : ۱۵۴۷، وسندهٗ صحيحٌ)

قبرستان کے پاس آہ و بکا اور غیر شرعی امور کی ممانعت:

قبرستان کی زیارت کے دوران کسی کو قبر پر روتے اور گڑگڑاتے دیکھیں، تو احسن انداز میں منع کر دیں، صبر کی تلقین کریں، شریعت کے ممنوعات کا مرتکب ہوتے کسی کو دیکھیں، تو اسے روکنے کی اپنی سی کوشش کریں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا جو قبر پہ بیٹھی رو رہی تھی، فرمایا: اللہ سے ڈریں اور صبر کریں۔''

(صحيح البخاري : ۱۲۸۳؛ صحيح مسلم : ۹۲۶)

ظالم اور گناہ گار کی قبر کی زیارت:

جس کا ظالم و فاسق ہونا معلوم ہو، اس کی قبر سے گزرتے ہوئے، خود پر خوف طاری کریں، مالک کریم کے سامنے اپنی محتاجی کا اظہار کریں، نیز غفلت و لاپرواہی سے متنبہ رہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب لوگ قوم ثمود کی بستی حجر کے پاس سے گزرے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عذاب میں مبتلا لوگوں کی بستیوں سے روتے ہوئے گزریں، اگر رو نہیں سکتے، تو ایسی جگہ جانے سے پرہیز کریں، کہیں آپ بھی اس عذاب کا شکار نہ ہو جائیں۔''

(صحيح البخاري : ۴۳۳؛ صحيح مسلم : ۲۹۸۰)

❀❀❀❀❀❀❀